السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

لایمسہ الاالمطھرون»   اس آیت کریمہ کے پیش نظر کیا قرآن پاک کو بلاوضو ہاتھ لگایا جاسکتا ہے یا نہیں کتاب وسنت کے مطابق جواب دیں ؟ »

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال میں ذکر کردہ آیت کا معنی یہ ہے کہ ''قرآن مجید کو پاک لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں چھو سکتا۔ '' (۵۶/الواقعۃ:۷۹)

مفسرین نے اس آیت کریمہ کے کئی ایک مطلب بیان فرمائے ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پاکیزہ لوگوں سے مراد فرشتے ہیں، یعنی یہ کتاب قرآن مجید لوح محفوظ میں ثبت ہے وہاں سے پاک فرشتے ہی لاکر رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے ہیں کسی شیطان کی وہاں تک دسترس نہیں ہو سکتی جو اسے لاکر کسی کاہن کے دل پر نازل کردے۔

قرآن پاک کے مطالب ومضامین تک رسائی صرف ان لوگوں کی ہو سکتی ہیں جن کے خیالات پاکیزہ ہوں اور کفر وشرک کی آلودگی سے پاک ہوں۔ عقل صحیح اور قلب سلیم رکھتے ہوں۔ جن لوگوں کے خیالات ہی گندے ہوں ان کی رسائی قرآن کریم کے بلند پایہ مطالب تک نہیں ہو سکتی۔ قرآن پاک کو صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ ناپاک اور گندے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اسے ہاتھ نہ لگائیں۔ شرعی اصطلاح میں لفظ طاہر یا مطہر چار چیزوں کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے:

(۱) کفار ومشرکین کے مقابلہ میں بندہ مومن کو طاہر کہا جاتا ہے، خواہ وہ جنبی ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) جنابت آلودہ آدمی کے مقابلہ میں غیر جنبی کو طاہر کہا جاتا ہے، خواہ وہ بے وضو ہو۔

(۳) بے وضو کے مقابلہ میں باوضو آدمی پاک ہے، خواہ اس کے کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہو۔

(۴) نجاست آلود جسم یا نجس کپڑوں والے شخص کے مقابلہ میں وہ شخص طاہر ہے جس کے جسم یا کپڑوں پر نجاست نہ ہو۔ ایسے حالات میں قرآنی آیات کا مفہوم متعین کرنے کے لئے صاحب قرآن کے ارشادات کی طرف رجوع کرنا ہوگا، چنانچہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد باوضو انسان ہے، یعنی بے وضو انسان کو چاہیے کہ وہ قرآن پاک کو ہاتھ لگانے سے اجتناب کرے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کے نام سے ایک ہدایت نامہ میں فرمایا تھا: ''طاہر انسان کے علاوہ اور کوئی قرآن پاک کو ہاتھ نہ لگائے۔ '' (دارمی، کتاب الطلاق، ص:۱۶۱، ج ۲)

یہ حدیث حضرت عمرو بن حزم، حکیم بن حزم، عبد اللہ بن عمر اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے متعدد کتب حدیث میں مروی ہے۔ اگرچہ تمام مرویات میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، تاہم کثرت طرق کی وجہ سے اس کی تلافی ممکن ہے، جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ارواء الغلیل، ص:۱۶۰، ج ۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد گرامی قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے اور میں خود قرآن پاک پکڑے ہوئے تھا، اسی دوران مجھے خارش کی حاجت ہوئی تو والد گرامی نے فرمایا ''شاید تو نے خارش کے دوران اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا ہے ''میں نے کہا ہاں، تو فرمانے لگے جاؤ! وضو کر کے آؤ۔ چنانچہ میں وضو کر کے دوبارہ واپس آیا۔ (بیہقی، ص:۸۸، ج ۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا ایک واقعہ منقول ہے، اسحاق مروزی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کیا بے وضو آدمی قرآن پاک کو ہاتھ لگا سکتے ہیں فرمایا: ہاں، لیکن قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے کی صورت میں اسے باوضو ہونا چاہیے کیونکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن پاک کو بے وضو آدمی ہاتھ نہ لگائے۔ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا یہی معمول تھا۔ (ارواء الغلیل، ص:۱۶۱، ج ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کو باوضو ہو کر ہاتھ لگانا چاہیے ہاں! حفظ کرنے والے بچوں کو اس کے متعلق رعایت ہے اس کی تفصیل مغنی لابن قدامہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (ص ۲۰۲ ج ۱) واللہ اعلم

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب